تدریس کے بنیادی تقاضے

(مختصر ایڈیشن برائے ٹیچرز ورکشاپ)

ڈاکٹر مقبول حسن

زلیخا انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ ٹریننگ

https://www.ziirt.eu.org

تدریس کے بنیادی تقاضے

(مختصر ایڈیشن برائے ٹیچرز ورکشاپ)

ڈاکٹر مقبول حسن

تدریس کے بنیادی تقاضے

۱۔ تدریس

تدریس اور اسکے اصول

تدریس کے عام اصول

تدریس کے اقدامی اصول

۲۔ نبوی ﷺ اصولِ تدریس

مقاصدِ تدریس اور اسکی مختلف نوعیتیں

۳۔ تدریس کے مختلف طریقے

۴۔ کمرۂ جماعت کی تنظیم اور مکتب کا نظم و نسق،

نظم و نسق اور اسکی اہمیت

ناقص نظم و نسق کے اسباب اور اسکی بہتری کیلئے چند اصول

کمرۂ جماعت کی بہتر و موئثر تنظیم کیلئے اقدامات

۵۔ سبقی تنظیم و منصوبہ بندی

سبقی منصوبہ بندی سے مراد

اچھی سبقی تنظیم کے بنیادی تقاضے

سبقی تنظیم کے بنیادی اصول

سبقی تنظیم کی اہمیت وافادیت

سبقی منصوبے کے مختلف مرحلے

۶۔ کامیاب معلم

۷۔ معلمی کا پیشہ ورانہ ضابطہ اخلاق

تدریس

تدریس سے مراد ہے پڑھانے کا منظم عمل۔ یعنی طلباء کو باقاعدہ طور پر کسی مخصوص طریق کار کے تحت کسی قسم کی معلومات، ہنر مندی یا علم فراہم کرنے کو تدریس کہا جاتا ہے۔ تدریس ایک متحرک اور جامع منصوبہ بندی کے ساتھ انجام دیے جانے کا عمل ہے جس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مؤثر تعلیمی سرگرمیاں سرانجام دی جاسکیں۔

تدریس معلم اور طالبعلم کے درمیان ایسا تعامل ہے جس کے دوران طلباء کو ان کی اہلیتوں کی نشوونما میں مدد فراہم کی جاتی ہے اور اُن کے طرزِ عمل میں تبدیلی لانے کے ساتھ ساتھ اُن کی پوشیدہ صلاحیتوں کی نشوونما کی جاتی ہے۔ تدریس کے ذریعے معلم، طالبعلم اور مضمون میں ربط قائم ہوتا ہے اور اس کے ذریعے معلم، علم اور مہارتوں کو طلباء میں منتقل کرتا ہے۔ تدریس ایک منظّم عمل کا نام ہے۔ اس لیے تدریسی عمل کی انجام دہی کے لئے کچھ اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

اُصولِ تدریس

تدریس کے عام اصول:

۱۔ آمادگی کا اصول ۲۔ انتخاب کا اصول ۳۔ زندگی سے مربوط کرنے کا اصول

۴۔ خود کر کے سیکھنے کا اصول ۵۔ تقسیم کا اصول ۶۔ اعادہ کا اصول

تدریس کے اقدامی اصول:

۱۔ آسان سے مشکل کی جانب کا اصول

۲۔ کل سے جز کی جانب کا اصول

۳۔ خاص سے عام کی جانب کا اصول

۴۔ معلوم سے نامعلوم کی جانب کا اصول

۵۔ تجربے سے استدلال کی جانب کا اصول

۶۔ مادی سے غیر مادی شے کی جانب کا اصول

۷۔ تجربے سے ترکیب کی جانب کا اصول

۸۔ نفسیاتی ترتیب سے منطقی ترتیب کی جانب کا اصول

تدریس کے چند اہم ترین نبوی ﷺ اُصول

تعلیم و تربیت، درس و تدریس دینِ اسلام کا جزو لاینفک ہے۔ قرآنِ مجید کے ہزاروں الفاظ میں سب سے پہلا لفظ جو پروردگار عالم نے حضورِ اکرم ﷺ کے قلبِ مبارک پر نازل فرمایا، وہ۔۔۔ **اِقراء**--- ہے یعنی پڑھ۔ رب کائنات کا ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّـذِىْ خَلَقَ(1) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (2)

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْـرَمُ (3) اَلَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (4)

''پڑھ اور جان کہ تیرا رب کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھلایا، آدمی کو وہ جو وہ نہیں جانتا تھا۔'' سکھلایا (سورۃ علق)

گویا وحی الٰہی کے آغاز ہی میں جس بات کی طرف سرکار دو عالم ﷺ کے ذریعے نوعِ بشر کو توجہ دلائی گئی، وہ لکھنا پڑھنا اور تعلیم و تربیت کے زیور سے انسانی زندگی کو آراستہ کرنا تھا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے اس فریضہ معلمی کو انتہائی ذمہ دارانہ اور حکیمانہ انداز سے ادا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تربیت کے لیے مندرجہ ذیل اصولوں کو پیشِ نظر رکھا۔

1-تعریف و تحسین

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن ایک برتن میں پانی تیار کیا تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر سکیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن دیکھا تو پوچھا کہ کس نے تیار کیا ہے؟ جب آپ کو معلوم ہوا کہ میں نے اسے تیار کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا کی:

اے اللہ! دین میں اس کی سمجھ میں اضافہ کرو۔ (بخاری، دعوت، 19)

تعریف و تحسین سکھانے اور نیکی کی راہ پر لگانے کا بہترین طریقہ ہے۔ سیکھنے کے عمل میں، لوگ اساتذہ کی تعریف اور منظوری سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ وہ کیا صحیح کر رہے ہیں اور کیا

غلط کر رہے ہیں۔

2-موضوع کی مناسبت سے مثالیں دینا۔

تعلیم کے بہترین طریقوں میں سے ایک موضوع کی مناسبت سے مثالیں دینا ہے، کیونکہ کہانیاں اور مثالیں جلدی ذہن نشین ہو جاتی ہیں اور زیادہ دیر تک یاد رہتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مثال کے ساتھ نماز کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے:

"آپ کیا کہیں گے اگر کسی آدمی کے گھر کے سامنے نہر ہو اور وہ دن میں پانچ بار اس میں نہائے تو کیا وہ گندا رہے گا؟" وہاں موجود لوگوں نے جواب دیا، "نہیں، اس آدمی پر کوئی میل نہیں رہے گا"۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچوں نمازوں کے ساتھ ایسا ہی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔" (بخاری، مواقیت، 6؛ ترمذی، ادب، 80)

3- عملی مشق کے ذریعے پڑھانا

تدریس کے سب سے مؤثر طریقوں میں سے ایک عملی مشق کے ذریعہ پڑھانا ہے۔ مشق کے ساتھ جو کچھ سکھایا جاتا ہے لوگ اسے نہیں بھولتے۔ عملی طور پر پڑھانا تدریس کا سب سے مفید طریقہ ہے۔

۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھا جو بکریوں کی کھال اتار رہا تھا تو اس سے فرمایا: میں تمہیں سکھاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان رکھا یہاں تک کہ وہ بکری کی بغل تک پہنچ گیا، پھر فرمایا: "اس طرح کھال اتارو جوان!" (داؤد، طہارت، 73؛ ابن ماجہ، زبیح، 6)

۔۔۔ **ایک بار ایک** شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وضو کیسے کیا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وضو کر کے دکھایا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اسے تین مرتبہ دہرایا۔ (ابن ماجہ، طہارت، 48)

۔۔۔ مشق کے ذریعے پڑھانا آنکھ اور کان دونوں کو مشغول کرتا ہے، اور اس طرح معلومات کو ذہن نشین کرنے میں مدد کرتا ہے۔

4- ڈرائنگ کے استعمال سے وضاحت کرنا۔

معلومات فراہم کرنے کا ایک اور طریقہ جو سیکھنے والوں کے ذہن میں مستقل طور پر رہتا ہے، وہ ہے ڈرائنگ اور اعداد و شمار کا استعمال۔ دماغ کا دایاں حصہ ڈرائنگ کو سیدھا فوٹو گرافی میموری میں ریکارڈ کرتا ہے اور یہ انہیں زیادہ دیر تک نہیں بھولتا۔ ڈرائنگ اور بصری طریقوں کے استعمال سے موضوع کو اچھی طرح سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر زمین پر شکلیں بنا کر اللہ اور شیطان کے طریقوں کی وضاحت کی۔ **جابر رضی اللہ عنہ نے قصہ یوں بیان کیا:** جب میں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے۔'' پھر اس لکیر کے دائیں طرف دو لکیریں اور اسی لکیر کے بائیں طرف دو لکیریں کھینچیں اور فرمایا: اور یہ شیطان کے راستے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ بیچ میں لکیر پر رکھا اور درج ذیل آیت کی تلاوت کی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (الانعام۔۔6:153)

اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو، اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے، (اللہ نے) تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔
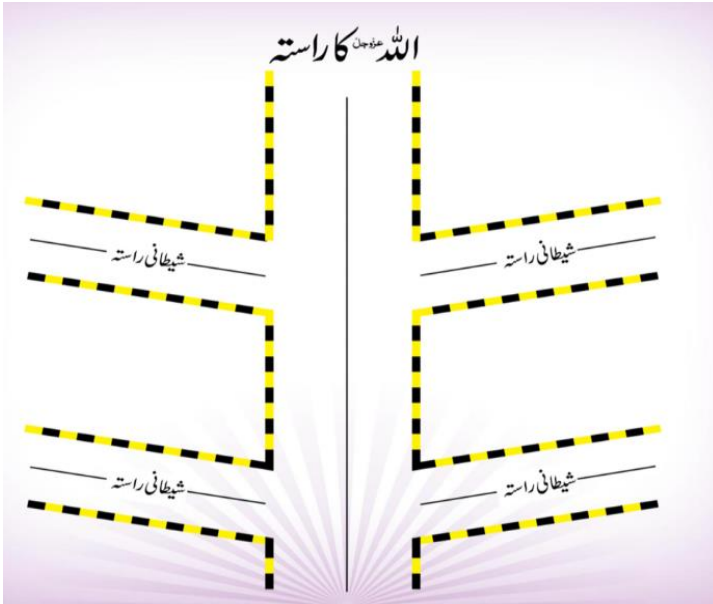
5-بات کو دہرانا

۔۔۔تدریس کے دوران اہم نکات کو دہرانا ایک اہم تدریسی طریقہ ہے جس سے مضمون کو ذہن نشین کیا جا سکتا ہے۔اور سیکھنے والا محسوس بھی کرتا ہے کہ جو دہرایا جاتا ہے وہ اہم ہے۔۔۔۔ معلومات کو حفظ کرنے کے قابل ہونے کے لیے، ہم اسے دہراتے ہیں۔۔۔۔ تکرار کے ذریعے معلومات کو شارٹ ٹرم میموری سے لانگ ٹرم میموری میں منتقل کیا جاتا ہے۔چونکہ معلومات ذہن میں مضبوط ہوتی ہیں،اس لیے اسے بآسانی یاد کیا جا سکتا ہے چاہے کافی وقت گزر جائے۔اسی وجہ سے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نئی معلومات فراہم کیں تو آپ اکثر اسے تین بار دہراتے تھے اور اس طرح اہم نکات کو ذہن میں جمانے کی کوشش کرتے تھے۔ نیز تکرار کی تعداد بات چیت کرنے والوں کی صلاحیت کے مطابق تبدیل ہو سکتی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی اہم جملہ کہتے تو اسے تین مرتبہ تک دہراتے تھے تاکہ سمجھ آ جائے۔(حکیم)

6-لکھوا کر سکھانا

۔۔۔لکھ کر سیکھنا تعلیم کے بہترین طریقوں میں سے ایک ہے۔لکھتے وقت توجہ موضوع پر مرکوز ہوتی ہے اور اگر آپ موضوع کو تفصیل سے یاد رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کے پاس متن موجود ہے۔ایک بار لکھنا دس بار پڑھنے کے برابر ہے۔ لکھ کر، ہم موضوع کو کاغذ پر اور اپنے دل و دماغ میں کندہ کر لیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حدیث اس اہمیت کو خوب ظاہر کرتی ہے

۔۔۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں فرمایا: ''علم کو لکھ کر باندھو''۔ مزید برآں، پڑھنے لکھنے سے آپ ﷺ کتنا لگاؤ رکھتے تھے کہ آپ نے لوگوں کو خواندگی سکھانے کے بدلے جنگی قیدیوں کی رہائی کا حکم دیا۔ (ابوداؤد، ادب، 6)

7- تنقید۔۔۔ انسان پر نہیں اس کے سلوک پر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اخلاق کی ترویج کے لیے بھیجے گئے تھے۔ آپ کی نصیحت کے الفاظ اللہ کی رحمت کے عکس کے طور پر جھلکتے تھے، جو رحم کرنے والا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ برے الفاظ دل کو خراب کرتے ہیں اور دل کی برائی روح پر اثر کرتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات نہیں کرتے تھے جس سے کسی کا دل ٹوٹا ہو۔ جب آپ کے ساتھ برا سلوک کیا گیا تو آپ نے اسے ذاتی طور پر نہیں لیا اور نہ ہی اسے عام کیا اور پھر اسے آپ نے درست کیا۔ جب کسی نے آپ سے کسی کے بارے میں شکایت کی، یا آپ نے کسی میں عیب دیکھا، تو آپ اس کے منہ پر عیب نہیں اڑاتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کہتے ہیں یا کرتے ہیں وغیرہ۔

اور اس طرح آپ نے لوگوں کو احساس دلایا کہ جو غلط ہے۔۔۔ وہ سلوک ہے، اور آپ نے لوگوں کی توہین یا ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی۔ آپ نے شخص پر تنقید نہیں کی بلکہ اس کے ناقص عمل کو درست کرنے کی کوشش کی۔

۔۔۔ ماہرین تعلیم اور ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ پائیدار طویل مدتی تعلیم کے لیے استاد اور سیکھنے والے کے درمیان ایک مستحکم اور غیر تنقیدی رشتہ ضروری ہے۔

(8) عمل کے ذریعہ تعلیم دینا

قَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًاؕ(الاحزاب:۲۱)

ترجمہ: ''حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت کی اُمید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذِکر کرتا ہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے اخلاق، افعال اور زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین نمونہ ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ۔ "(سنن الکبریٰ:۲/۳۴۵)

ترجمہ: ''تم ایسے نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔''

(9)مصاحبت سے تعلیم و تربیت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نیک آدمی کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال مشک والے کے ساتھ بیٹھنے والے کی طرح ہے، اگر مشک نہ بھی ملے تو خوشبو آہی جائے گی اور برے آدمی کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال آگ کی بھٹی والے کے ساتھ بیٹھنے والے کی طرح ہے اگر چنگاری کپڑے کو نہ بھی لگے تو دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، الادب، باب من یومر ان یجالس، الرقم:۴۸۲۹)

(10)ہاتھ کے اشارے سے وضاحت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مومن مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے اس کا ہر ایک حصہ باقی حصوں کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں۔''

(صحیح البخاری، الادب، باب تعاون المومنین بعضہم بعضا، الرقم:۶۰۲۶)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔'' (صحیح البخاری، الطلاق، باب اللعان، الرقم:۵۳۰۴)

(11) کوئی چیز دکھا کر سکھانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سیدھے ہاتھ میں ریشم اور الٹے ہاتھ میں سونا لیا اور پھر ارشاد فرمایا:

''یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں (اور عورتوں کے لیے حلال ہیں)۔''

(سنن ابی داؤد، اللباس، باب فی الحریر للنساء، الرقم:۴۰۵۷)

(12) سوال وجواب کے ذریعے سکھانا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (ان کی کنیت ابو المنذر رہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو المنذر! تیرے نزدیک قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟''

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔''

''اے ابوالمنذر! کیا تو جانتا ہے قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا:

''اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔''

''اے ابوالمنذر! کیا تو جانتا ہے قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: ''اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔'' (آیۃ الکرسی)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

''لِیَھْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ۔'' ''اے ابوالمنذر! تیرا علم تجھے مبارک ہو۔'' (صحیح مسلم، فضائل القرآن، باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی، الرقم: ۱۸۸۵)

(13) حوصلہ افزائی کرنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجنے لگے تو مجھ سے ارشاد فرمایا:

''فیصلہ کرنے کے وقت فیصلہ کیسے کروگے؟'' میں نے کہا: ''قرآن کریم سے فیصلہ کروں گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر قرآن کریم میں نہ ملے تو؟'' میں نے کہا: ''اللہ کے رسول کی حدیث مبارک سے فیصلہ کروں گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اگر قرآن اور حدیث دونوں میں نہ ملے تو؟“ میں نے کہا: ”اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہیں کروں گا۔“

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینے پر ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِمَا یُرْضِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ “

ترجمہ: ”تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔“

(سنن ابی داؤد، القضاء، باب اجتھاد الرأی فی القضاء، الرقم: ۳۵۹۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فیصلہ کرانے کے لیے حاضر ہوئے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا: ”ان کا فیصلہ کرو۔“

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہنے لگے:

”اللہ کے رسول! آپ کی موجودگی میں کیسے فیصلہ کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہاں! میری موجودگی میں تم فیصلہ کرو۔“ (مسند الامام احمد: ۲: ۱۸۵)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کو ایک فیصلہ کے لیے بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے اس طرح اس طرح فیصلہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو نے ٹھیک کیا اور اچھا فیصلہ کیا۔“ (سنن ابن ماجہ، الاحکام، باب الرجلان یدعیان فی خص، الرقم: ۲۳۴۳)

استاد کو چاہیے کہ طلبا سے سوالات کرے اور درست جواب پر ان کی حوصلہ افزائی بھی کرے۔

(14) تعلیم کو دل چسپ بنانا

حضرت انَس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لیے اونٹ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔'' اس آدمی نے عرض کیا: ''اللہ کے رسول! اونٹنی کا بچہ سواری کے کیا کام آئے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹ اونٹنی ہی کا بچہ ہوتا ہے۔'' (سنن ابی داود، الادب، باب ماجاء فی المزاح، الرقم: ۴۹۹۸)

(15) پہلے اجمال پھر تفصیل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک جنازہ قریب سے گزرا اس کی تعریف کی گئی۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنازہ قریب سے گزرا، اس کی برائی کی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہو گئی، ''واجب ہو گئی ، واجب واجب ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، ایک اور جنازہ قریب سے گزرا لوگوں نے اس کی برائی کی تو آپ نے فرمایا! واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی تم نے

تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی، تم زمین میں اللہ کے گواہ

ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔"

(صحیح مسلم، الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ خیرا اوشرا من الموتی، الرقم: ۲۲۰۰)

مقاصدِ تدریس

کسی بھی مضمون کی تدریس کے مقاصد دو طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ عمومی مقاصد:

یہ تدریس کے عام مقاصد ہوتے ہیں جس میں اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ طالبِ علم کو اس مضمون کی تدریس کے بعد اس کی جزئیات سے بھی مکمل طور پر واقفیت ہو جائے۔

۲۔ خصوصی مقاصد:

یہ تدریس کے خاص مقاصد ہوتے ہیں جس میں اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ فرد اس مضمون کی تدریس کے بعد اپنی عام زندگی یا معاشی و معاشرتی زندگی میں پیش آنے والے مسائل میں اس سے کس حد تک مستفید ہو سکتا ہے۔ اور وہ اس کی ذہنی و قائدانہ صلاحیتوں میں بھی اضافہ کا باعث ہو۔

***

تدریس اور اسکے مختلف طریقے

تدریسی عمل کے دوران معلم کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ طلباء میں متعلقہ سبق سے دلچسپی پیدا کرے،اس کا انداز بیان دلچسپ اور عام فہم ہو۔چونکہ تدریس ایک فن ہے اور موضوع، عنوان اور اصناف کے مطابق مختلف پُراثر طریقوں کا استعمال کر کے تدریسی عمل کو دلچسپ، کارآمد اور بامقصد بنایا جاسکتا ہے۔تدریس کے لئے متعدد طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں جن میں سے کچھ اہم طریقے درج ذیل ہیں۔

۱۔لیکچر یا بیانیہ طریقہ　　۲۔بحث و مباحثہ کا طریقہ

۳۔سوال وجواب کا طریقہ　　۴۔توضیحی و تشریحی طریقہ

۵۔گفتگو کا طریقہ　　۶۔منصوبائی طریقہ

۷۔استقرائی واستخراجی طریقہ

۱۔لیکچر یا بیانیہ طریقہ:

اس طریقہ تدریس میں معلم کسی موضوع اور مسئلے کی وضاحت اور تشریح از خود پیش کرتا ہے اور طلباء اسے بغور سنتے ہیں معلم طلباء کو وہ تمام معلومات فراہم کرتا ہے جس سے وہ لا علم ہوتے ہیں۔درس وتدریس کا یہ قدیم طریقہ ہے۔یہ طریقہ مدرس مرکوز طریقہ کہلاتا ہے۔

۲۔بحث و مباحثہ کا طریقہ:

بحث و مباحثہ تدریس کا ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے معلم اپنے طلباء کو کسی مسئلہ اور تعلیمی نکات پر اپنے خیالات اور جذبات پیش کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے ۔اس طریقہ کار کے استعمال کے ذریعے معلم طلباء میں عملی،اصولی، نظریاتی مسائل و مو

ضوع اور عنوانات پر بحث و مباحثہ کے ذریعے شعور اور مثبت رویہ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بالعموم یہ طریقہ اگلے درجات کے طلبہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ طالب علم مرکوز طریقہ کہلاتا ہے۔

۳۔ سوال وجواب کا طریقہ:

سوال و جواب کا طریقہ ایک ایسا طریقہ کار ہے جس میں معلم سوال وجواب کے ذریعے
نفسِ
مضمون کی تدریس کرتا ہے۔ عام طور پر اس طرح کی تدریس میں تین طرح کے سوالات
پوچھے
جاتے ہیں۔

ا۔ تمہیدی سوالات ۲۔ تفہیمی سوالات ۳۔ تعینِ قدر کے سوالات

تمہیدی سوالات:

تمہیدی سوالات کا مقصد طلباء کی سابقہ معلومات سے نئی معلومات کو جوڑنا ہے۔

تفہیمی سوالات:

تفہیمی سوالات کا مقصد طلباء کی تفہیم کی جانچ کرنا کہ انہوں نے نفسِ مضمون کو کتنا سمجھا ہے۔

تعینِ قدر کے سوالات:

معلم نفسِ مضمون سے متعلق اپنی وضاحت یا تشریح پیش کرنے کے بعد آخر میں یہ پتہ لگانے کے لئے کہ تدریس کے مقاصد کی تکمیل ہوئی کہ نہیں معلم طلباء سے تعین قدر کے سوالات پوچھتا ہے۔

۴۔ توضیحی و تشریحی طریقہ:

توضیحی و تشریحی طریقہ تدریس کی اہمیت تقریباً ہر تعلیمی سطح پر یکساں ہے۔ابتدائی درجات میں توضیح طلب موضوعات کی جانب اشارہ کرکے،اس پر مثالیں پیش کرکے ،کسی ٹھوس چیز کو رکھ کر یا کسی دیگر جانی پہچانی چیز کی مثال دے کر وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

۵۔ گفتگو کا طریقہ:

یہ طلبہ کے ساتھ گفت و شنید کا طریقہ ہے۔ انسان اپنے خیالات، تصورات ،جذبات اور معلومات کا اظہار گفتگو کے ذریعے ہی کرتا ہے۔ تعلیم وتدریس کے عمل میں یہ طریقہ،تدریس میں ایک وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ منصوبائی طریقہ:

طریقہ تدریس کے جدید طریقوں میں منصوبائی طریقہ طلباء کی نفسیات کے اصولوں کے عین مطابق ہوتا ہے۔اس طریقہ کار میں کسی حل طلب مسئلہ کو طلباء کی گروہی کوششوں اور معلم کی رہنمائی میں عملی طور پر حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۷۔استقرائی واستخراجی طریقہ:

استقرائی طریقے میں قواعد،اصولوں، تعریفوں اور اصطلاحات کے رٹنے کے بجائے طلباء واقعات اور حقائق کا تجزیہ کر کے کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں اور کوئی اصول ،ضابطہ یا کلیہ اخذ کرتے ہیں۔جب کہ **استخراجی طریقہ** یہ ہے کہ اس کے ذریعے قواعد،اصولوں، تعریفوں اور اصطلاحات کے رٹنے کے بعد کوئی اصول،ضابطہ یا کلیہ تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

***

کمرۂ جماعت کی تنظیم اور مکتب کا نظم و نسق

نظم و نسق اور اسکی اہمیت:

اسکول یا مدرسہ کو چلانے کیلئے قائم کردہ اصول وضوابط کی پابندی نظم و نسق کہلاتی ہے۔ دورانِ درس وتدریس اساتذہ کے لئے کمرۂ جماعت کے نظم وضبط کی برقراری اور طلباء کے برے برتاؤ اور خراب رویوں پر قابو رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ کمرۂ جماعت میں طلباء کے منفی رویے اور برتاؤ سے پوری جماعت اور خاص طور پر تحصیل علم میں سنجیدہ، باکمال طلبہ کا شدید نقصان ہوتا ہے۔ طلبہ کے خراب رویوں اور برتاؤ کا ماہرانہ انداز میں سامنا کرنا اور انہیں مثبت رخ دینا ہی پیشۂ تدریس کا کمال ہے۔

ناقص نظم و نسق کے اسباب:

۱۔ بوسیدہ نصاب ۲۔ ناقص تدریس ۳۔ سخت بدنی سزائیں

۴۔ مدرسہ کی ناقص عمارت و غیر موزوں محلِ وقوع

۵۔ مدرسہ کے اندرونی معاملات میں غیر متعلقہ افراد کی مداخلت

۶۔ مدرسہ میں روشنی، ہوا، پانی اور صفائی کے غیر معقول انتظامات

نظم و نسق کی بہتری کیلئے چند اصول:

- بوسیدہ نصاب کو ایک بہترین استاد اپنی فنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے بہتر طریقے سے پڑھا سکتا ہے۔

- ❖ سخت بدنی سزاؤں کی جگہ بچوں کی حوصلہ افزائی اور مثبت طریقوں کے استعمال سے نظم و نسق بہتر ہو سکتا ہے۔
- ❖ مدرسہ و کلاس میں صفائی کے معقول انتظامات سے کافی حد تک غیر متعلقہ افراد کی مداخلت سے بچا جا سکتا ہے۔

کمرۂ جماعت کی بہتر و مؤثر تنظیم کیلئے اقدامات:

کمرۂ جماعت کی بہتر و مؤثر تنظیم کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

۱۔ طلباء کی نشستوں کی ترتیب:

طلباء کی نشستوں کی ترتیب ایسی ہونی چاہئے کہ اساتذہ ہر طالبِ علم کی ہر سرگرمی سے باخبر رہے۔

۲۔ صفائی اور پاکیزگی کا خیال:

اساتذہ کمرۂ جماعت کی صفائی اور پاکیزگی کا خیال رکھیں تاکہ طلباء میں صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت کا احساس ہو۔

۳۔ وقت کی پابندی:

اساتذہ وقت کی پابندی کا خیال رکھیں، مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے کلاس میں آئیں تاکہ طلباء کو وقت کی اہمیت کا احساس ہو۔

۴۔ اساتذہ کا اندازِ تخاطب:

اساتذہ طلباء کو ان کے اپنے نام یا اچھے القاب سے پکاریں، تحقیر آمیز القاب و الفاظ سے اجتناب کریں۔

۵۔ اساتذہ کا اپنے مضامین پر مکمل عبور:

اساتذہ کلاس میں مکمل تیاری کے ساتھ آئیں اور طلباء کے سوال کے تسلی بخش جواب دیں اگر کسی سوال کا جواب نہ دے پائیں تو طلباء کی ہمت افزائی کریں اور آئندہ جواب کی یقین دہانی کروائیں۔

۶۔سادہ اور آسان جملوں کا استعمال:

اساتذہ دورانِ تدریس ایسے جملے استعمال کریں جو تمام بچے باآسانی سمجھ سکیں۔

۷۔اساتذہ کا مثبت فکر کا حامل ہونا:

اساتذہ کو مثبت فکر کا حامل ہونا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ کوئی طالبِ علم مزاج کے خلاف کوئی بات کہہ دے تو اسکی پٹائی شروع کر دیں بلکہ اس بات کو نظر انداز کر دیں۔

۸۔اساتذہ کا تحکمانہ رویہ سے اجتناب:

طلباء پر اساتذہ کا تحکمانہ رویہ اور بات بات پر تنقید استاد اور شاگرد کے رشتے کو کمزور کرتا ہے۔

۹۔اساتذہ کا دوستانہ و مشفقانہ رویہ:

اساتذہ کا رویہ دوستانہ و مشفقانہ ہونا چاہئے تا کہ طلباء جب چاہیں اپنے اساتذہ سے استفادہ کر سکیں

۱۰۔اساتذہ کا کمرۂ جماعت پر مکمل کنٹرول:

اساتذہ کمرۂ جماعت پر مکمل کنٹرول رکھیں تا کہ نظم و نسق برقرار رہے۔

۱۱۔ گزشتہ ناگوار واقعات کو نظر انداز کرنا:

گزشتہ تمام ناخوشگوار باتوں، یادوں اور واقعات کو پسِ پشت ڈال کر ہر نئے دن کا آغاز خوشی اور جوش سے کریں۔

۱۲۔دل آزاری اور حوصلہ شکنی سے اجتناب:

اساتذہ طلباء کی کسی بھی قسم کی ناکامی پر انکی دل آزاری اور حوصلہ شکنی سے اجتناب کریں اور طلباء کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔

سبقی تنظیم و منصوبہ بندی

مؤثر تدریس کیلئے سبق کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔کوئی تدریسی عمل اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ پہلے سے اس کی تنظیم نہ کر لی جائے۔ معلم کو کیا پڑھانا ہے اور کس طرح پڑھانا ہے۔تدریس کو کیسے دلچسپ اور خوشگوار بنانا ہے۔ان تمام باتوں کیلئے پہلے ہی سے کوئی جامع منصوبہ تحریری طور پر بنانے کو سبق کی تنظیم یا سبقی منصوبہ بندیLESSON PLANNING کہا جاتا ہے۔ایسے معلمین جو تدریس سے پہلے کسی قسم کی تیاری نہیں کرتے وہ کامیاب معلم نہیں کہلائے جاتے اور نہ ان کی تدریس مؤثر کہی جا سکتی ہے۔ مؤثر اور کامیاب تدریس کا انحصار سبق کی تنظیم پر ہوتا ہے۔

سبقی تنظیم کے بنیادی اصول

اگر سبقی تنظیم بہتر انداز سے نہ کی جائے تو اس کا تدریس پر خراب اثر پڑتا ہے۔ سبقی منصوبہ بندی میں مندرجہ ذیل چند بنیادی اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔

ا۔مؤثر آمادگی:

مؤثر آمادگی سبق کی تنظیم کا پہلا بنیادی اصول ہے اس کو کسی بھی طرح نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔یہ بات بالکل واضح ہے اگر طلباء میں پڑھنے کیلئے کسی قسم کی آمادگی نہ ہو تو وہ تدریسی

سر گرمیوں میں دلچسپی نہیں لیں گے۔اس لئے ضروری ہے کہ تدریس سے پہلے طلباء کو آمادہ کیا جائے اور ان میں متعلقہ سبق کیلئے تجسس اور شوق پیدا کیا جائے تا کہ وہ سبق میں دلچسپی لیں۔

۲۔سابقہ معلومات سے ربط:

سبق کی تنظیم میں اس اصول کا خیال رکھ جانا ضروری ہے کہ مواد اور طریقہ تدریس طلباء کی سابقہ معلومات سے مربوط اور ان کے معیار کے مطابق ہو مشکل اور غیر مانوس معلومات و الفاظ کے ذریعے تدریس کامیاب نہیں ہوتی اور طلباء عدم دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

۳۔طلباء کے نفسیاتی تقاضوں کا لحاظ:

سبق کی تنظیم میں یہ اصول بہت اہم ہے۔اگر طلباء کے نفسیاتی تقاضوں ان کی دلچسپیوں اور اور خواہشات کا خیال نہیں رکھا گیا تو سبق ہزار محنت کے باوجود ناکام اور غیر مؤثر ہو گا۔ معلم کو چاہیے کہ طلباء کی دلچسپیوں کے مطابق مختلف تدریسی طریقوں مثلاً تصاویر ،ماڈل، نقشے، چارٹ، لطائف اور مختلف سوالات کے ذریعے اپنی تدریس کو مؤثر بنائیں۔اگر طلباء سوالات کے بہتر جوابات دے رہے ہوں تو ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو عمل و تجربات کے مواقع زیادہ سے زیادہ فراہم کئے جائیں۔ دورانِ تدریس طلباء کے نفسیاتی تقاضوں مثلاً عزتِ نفس، خودداری، خود اظہار کی اور آزادی کا خیال رکھا جائے اور کسی قسم کا جبر اور تشدّد نہ کیا جائے۔

۴۔نفسِ مضمون میں طلبہ کی استعداد کو مدنظر رکھنا:

سبقی تنظیم میں جو مواد تحریر کیا جائے وہ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق ہو اگر مواد ان کی ذہنی استعداد سے کم یا بلند ہو تو وہ متعلقہ سبق یا نفسِ مضمون سے عدم دلچسپی کا اظہار

کریں گے۔

۵۔ سبقی مقاصد کا واضح ہونا:

سبقی تنظیم میں سبق کے مقاصد کا واضح اور متعین ہونا ضروری ہے ورنہ تدریس سے اس کے متعین مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔اور تدریس غیر موئثر اور بے فائدہ رہے گی۔

٦۔ سبقی تنظیم تحریری اور صاف ہو:

سبقی تنظیم تحریری ہو اور صاف و خوشخط لکھی جائے۔ صاف اور عمدہ سبقی تنظیم معلم کی نفاست اور لطیف ذوق کی عکاسی کرتی ہے۔

۷۔ سوالات بہتر اور معیاری ہوں:

سبقی تنظیم میں جو سوالات تحریر کئے جائیں وہ بہتر ، مختصر ، معیاری اور ایک دوسرے سے مربوط ہوں۔ غیر مناسب اور غیر متعلقہ سوالات تحریر نہ کئے جائے۔ دلچسپ سوالات سے نہ صرف تدریس موئثر ہوتی ہے بلکہ طلباء جواب دینے میں سر گرمی کا اظہار کرتے ہیں۔

۸۔ خلاصہ و اعادہ:

سبقی تنظیم میں متعلقہ سبق کا خلاصہ اور اعادہ بھی شامل ہو۔ سبق پڑھانے کے بعد معلم سبق کا خلاصہ بیان کرے اور مختصراً سبق کے اہم نکات کو دہرا دے۔

۹۔ طلباء سے تفہیمِ سبق کی جانچ پڑتال:

اس کے بعد متعلقہ سبق کے بارے میں مجموعی حیثیت سے سوالات تحریر کئے جائے جو پڑھائے گئے سبق پر محیط ہو۔ جن کی مدد سے سبق کی کامیاب تدریس اور اس کے مقاصد کے حصول کی جانچ کی جائے کہ آیا سبق طلباء کو ذہین نشین ہو گیا ہے یا نہیں اور استاد کو کہاں تک اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔

سبقی تنظیم کے بنیادی تقاضے

اچھی سبقی تنظیم کے بنیادی تقاضے مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ معلم کو مضمون پر عبور حاصل ہو:

سبقی تنظیم کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ معلم اپنے مضمون میں وسیع معلومات رکھتا ہو۔ دورانِ سبق غیر متعلقہ معلومات اس کے پیشہ ورانہ وقار کے منافی ہیں اور اس سے جماعت میں اس کی شخصیت مجروح ہوتی ہے۔

۲۔ بچے کو مرکز مانا جائے:

سبقی تنظیم کا دوسرا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ جدید تعلیمی نظریے کے تحت بچے کو مرکزی حیثیت دی جائے یعنی سبق کی تیاری میں بچے کی خواہشات اور تقاضے پیشِ نظر رکھے جائیں تاکہ تدریس مؤثر ثابت ہو۔

۳۔ وقت کا لحاظ رکھا جائے:

سبق کی تنظیم میں اس بات کا خیال رہے کہ تیار کردہ سبق مقررہ وقت میں ختم ہو جائے یعنی سبقی منصوبہ اتنا لمبا نہ ہو کہ وقت ختم ہو جائے مگر سبق اور اس کے اہم نکات باقی ہوں۔

۴۔ طلباء کی فعالیت کا خیال رکھا جائے:

سبقی تنظیم کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ دورانِ سبق طلباء کو زیادہ سے زیادہ عمل و تجربات کے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ ان میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہو وہ ان کی پوشیدہ صلاحیتیں بیدار ہوں۔

۵۔ معلّم یطریقہ ہائے تدریس سے واقف ہو:

سبقی تنظیم اسی وقت بہتر اور مفید ثابت ہو سکتی ہے جب معلم تدریس کے مختلف طریقوں

اور اصولوں سے واقف اور ان کا بہتر استعمال جانتا ہو۔

۶۔ معلّم امدادی اشیاء کے استعمال سے واقف ہو:

سبقی تنظیم کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ معلم امدادی اشیاء کے استعمال سے واقف ہو اور دورانِ تدریس ان کے استعمال سے اپنی تدریس کو مؤثر بنا سکے۔

۷۔ معلّم کو سوالات کے فن سے آگاہی ہو:

سبقی تنظیم کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ معلّم سوال کرنے کے فن سے آگاہ ہو۔ سوالات تدریس میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں اور معلّم کے مؤثر سوالات پر ہی اس کی کامیابی کا انحصار ہے کیونکہ طلباء کے بہتر جوابات معلم کی کامیاب تدریس کی نشاندہی کرتے ہیں۔

سبقی تنظیم کی اہمیت وافادیت:

ا: سبق کی تنظیم سے معلّم مقاصدِ تعلیم اور وتدریسی عمل میں تعلق پیدا کرتا ہے، وہ ایسے عوامل اور ذرائع کو تدریس میں شامل کرتا ہے جس سے تعلیمی مقاصد پورے ہوتے ہیں اور تدریس کو موثر بنانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

۲: معلّم اس کی مدد سے سبق کے متعلقہ نکات کو یاد رکھتا ہے تاکہ تدریس کے دوران کہیں پر خلا پیدا نہ ہو اور اس کی خود اعتمادی مجروح نہ ہو۔

۳: سبق کی تنظیم معلم کو مخصوص طریقہ کار اور تکنیکوں (techniques) سے بھی واقفیت دیتی ہے اور جماعت کے ماحول کی مناسبت سے مختلف ذرائع اختیار کرنے کیلئے معلّم کو تیار کرتی ہے۔

۴: سبق کی تنظیم سے تدریس میں تسلسل اور باقاعدگی پیدا ہوتی ہے جس سے جماعت میں نظم وضبط بھی قائم رہتا ہے اور تدریس کے اثرات پائیدار رہتے ہیں۔

۵: سبقی تنظیم کے تحت جو اشاراتِ سبق احاطہ تحریر میں لائے جاتے ہیں وہ بعض اوقات معلم کا نعم البدل بھی بن جاتے ہیں۔

۶: معلم کو سبق کی تنظیم سے کامیابی کا یقین ہو جاتا ہے اور وہ خود اعتمادی سے پڑھاتا ہے، اس طرح اس کی شخصیت بھی نمایاں اور موثر رہتی ہے۔

(سبقی منصوبہ/سبقی تنظیم کے مختلف مراحل)

سبقی تنظیم کے مختلف مراحل حسبِ ذیل ہیں۔

ا: بنیادی باتوں کا اندراج:

سبقی منصوبہ میں سب سے پہلے بنیادی باتوں کا اندراج کر لیا جائے مثلاً: تاریخ، مضمون، عنوان، سبق کا دورانیہ اور سبق کے لیے درکار پیریڈ کی تعداد وغیرہ۔

۲: تعلیمی و تدریسی معاونات و حوالہ جات:

دورانِ تدریس جو بھی امدادی اشیاء استعمال کی جاتی ہیں اور سبق سے متعلق اضافی معلومات جہاں سے ممکنہ طور پر مل سکتی ہے، تحریر کر لیا جائے۔

۳: تدریسی مقاصد:

سبقی تنظیم میں سبق کے مقاصد کا اندراج بہت ضروری ہے۔ یہ مقاصد بہت ہی کم اور واضح ہوتے ہیں تقریباً ایک یا دو تین ہوتے ہیں اور ان مقاصد کا انحصار تدریس پر ہوتا ہے۔ تدریس کے ذریعے ان مقاصد کی تکمیل ضروری ہے۔ سبقی منصوبے میں جو مقاصد تدریس تحریر کئے جائیں ان کی تشفی اور تکمیل ضروری ہے۔

۴: تعارف و آماد گی اور اعلانِ سبق:

تدریسی مقاصد کے مؤثر انداز سے حصول کی خاطر تعارف و آماد گی کا اقدام نہایت ضروری ہے، اور دراصل یہیں سے تدریس شروع ہوتی ہے۔ یہ اقدام نہایت ہی موثر اور دلچسپ ہونا چاہیئے۔ اسی اقدام سے طلبہ میں تجسس، دلچسپی اور نئے سبق کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس اقدام کو مختلف امدادی اشیاء سے دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔

اس غرض کے لیے عنوانِ سبق سے متعلق طلبہ کی سابقہ معلومات کا بھی جائزہ لیا جائے اور اس کے لیے سبقی منصوبہ بندی میں سوالات طے شدہ ہوں اور دورانِ تدریس اُن سے نئے سبق کو مربوط کیا جائے اور موضوع کی اہمیت وافادیت واضح کرتے ہوئے سبق کا اعلان کیا جائے اور عنوان کو تختہ سیاہ پر لکھ دیا جائے اور اس کے بعد سبق کو پیش کیا جائے۔

۵: پیشکش و طریقہ تدریس

اس مرحلے میں نفسِ مضمون کی خاطر خواہ وضاحت اور طلبہ کے لیے اس کی مؤثر تفہیم کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کے تمام مراحل اور اجزاء منصوبے میں لکھ دیے جائیں اور جماعت میں دورانِ تدریس اس مرحلے پر معلم کو اپنے عنوان کی باقاعدہ تدریس شُروع کرتے ہوئے یہ تمام مراحل اور اجزاء بورڈ پر بھی لکھنے چاہیے۔ یہ ہر مضمون کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ سبق کی پیشکش کے لیے تعلیمی معاونات کا استعمال اور مناسب طریقِ تدریس اختیار کیا جائے اور اس کا تعین کر لیا جائے۔ طریقہ تدریس ایسا اختیار کیا جائے جس میں طلبہ کی شمولیت بھی یقینی ہو۔ طریقہ تدریس کے حصے میں اُن تمام سرگرمیوں اور فعّالیت کا ذکر ہو جو تدریس کے دوران معلّم انجام دینا چاہتا ہے؛ مثلاً طریقہ تدریس کی وضاحت کہ آیا وہ بیانیہ طریقہ اختیار کر رہا ہے یا خطابیہ یا کوئی اور؟ اسی طرح اُن امدادی اشیاء

کے استعمال کی بھی وضاحت کی جائے جو تدریس کے دوران استعمال کی جائیں گی۔ وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے سبق کی مناسبت سے کوئی متعلقہ سر گرمی (ایکٹیویٹی) بھی کرلی جائے تاکہ سبق اچھی طرح طلبہ کو ذہن نشین ہو جائے اور اُن کی شرکت بھی یقینی ہو جائے اور یہ سر گرمی منصوبے میں پہلے سے لکھ لیا جائے۔

۵: اعادہ و خلاصہ سبق

اس مرحلے میں پیش کیے جانے والے سبق کے اہم نکات اور خلاصہ لکھ لیا جائے اور کلاس میں پیشکش کی تکمیل پر اعادہ کے لیے طلبہ کے سامنے بھی ایک بار پیش کیا جائے تاکہ سبق کے اہم نکات پھر سے طلبہ پر واضح ہو جائیں۔ اس کے بعد طلبہ کو پڑھائے گئے سبق سے متعلق سوالات کا بھی موقع دیا جائے اور ان کے تسلّی بخش جوابات دیے جائیں۔

۷: طلبہ کی تفہیمِ سبق کا جائزہ

اب اُستاد طلبہ سے چند سوالات کرے تاکہ اُنکی تفہیمِ سبق جانچی جاسکے۔ اور وہ سوالات پہلے سے طے کر کے منصوبہ بندی میں لکھ لیے ہوں۔

۷: تفویض (Home Work):

آخر پر اُستاد پڑھائے جانے والے سبق کے حوالے سے طلبہ کو گھر پر کرنے کے لئے کام تفویض کرے جو کہ پہلے سے طے کر کے لکھ لیا گیا ہو۔

***

کامیاب استاد بننے کے راہ نما اصول

بطورِ استاد پیشہ ورانہ میدان میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے مندرجہ زیل اصولوں کو مدِّ نظر رکھنے سے بہتر نتائج سامنے آ سکتے ہیں۔

۱۔اخلاص:

اچھا استاد اپنے پیشے سے مخلص اور بے لوث ہوتا ہے اسی وجہ سے اسکی قدر بڑھتی چلی جاتی ہے کیونکہ اخلاص وہ جوہر ہے جس سے عمل میں لذت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔تقوٰی:

علم اور تقوٰی کا آپس میں گہرا تعلق ہے استاد کے دل میں جس قدر خدا خوفی ہوتی ہے اسکی زبان میں اسی قدر تاثیر ہوتی ہے۔

۳۔بہترین عملی کردار:

استاد کو بہترین عملی کردار کا حامل ہونا چاہیئے کیونکہ شاگرد اپنے استاد کو بہت باریک بینی سے دیکھتا ہے اور آہستہ آہستہ اسکے اخلاق وعادات اپنانے لگتا ہے۔

۴۔ذمہ داری کا احساس:

یہ بات تجربے سے ثابت ہے کہ طلباء کے غیر ذمہ دارانہ رویہ کا ایک سبب استاد کا غیر ذمہ دارانہ مزاج ہوتا ہے اسی لئے استاد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا ضروری ہے۔

۵۔ تحمّل اور برداشت:

تعلیم اور تزکیہ میں صبر و تحمّل کی اہمیت بہت زیادہ ہے انبیاء کرامؑ کو اللہ تعالیٰ نے بار بار اسکی تلقین فرمائی، جس استاد میں تحمّل اور برداشت جتنا زیادہ ہوگا وہ اتنا ہی کامیاب ہوگا۔

۶۔عفوودرگزر:

اللہ پاک نے معاملات میں عفوودر گزر کی تلقین فرمائی ہے استاد کو اپنے اندر وسعتِ قلبی پیدا کرنی چاہیئے کیونکہ ہر معمولی بات پر پکڑ کرنے والا کبھی اچھا استاد نہیں بن سکتا۔

۷۔اپنے مضمون پر مکمل دسترس:

نالائق سے نالائق طالبِ علم بھی اپنے استاد کی علمی قابلیت کو اچھی طرح بھانپ لیتا ہے اس لئے اسے اپنے علم کو آگے منتقل کرنے کیلیئے استاد کا مطالعہ وسیع اور اپنے مضمون پر مکمل دسترس ہوناضروری ہے۔

۸۔رجائیت:

ایک اچھا استاد کبھی مایوس نہیں ہوتا چاہے وقت کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو وہ اپنے طالبِ علموں پر محنت جاری رکھتا ہے۔

۹۔قول وفعل میں مطابقت: جس استاد کے قول وفعل میں تضاد ہو وہ ایک ناکام استاد ہے۔

۱۰۔اخلاقی جرأت:

ایک اچھا استاد اپنے اندر اخلاقی جرأت رکھتا ہے وہ اپنے اندر تمام خامیوں کو دور کرنے کی بھر پور کوشش کرتا ہے۔

۱۱۔اچھی صحبت:

ایک اچھا استاد وہ ہوتا ہے جس کا مزاج اچھا ہو اسکی پہچان اچھے لوگ ہوں اور حدیث کے مطابق اسے عطّار کے مانند ہونا چاہئے کہ جو بھی اسکے پاس سے گزرے وہ معطّر ہو جائے۔

۱۲۔حیا:

ایک اچھے استاد کا باحیا ہونا بہت ضروری ہے اگر استاد باحیا ہو تو شاگرد بھی ویسے ہی ہوں گے اور حیا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں اور کاموں سے اجتناب کیا جائے۔

۱۳۔وضع قطع:

استاد کو چاہئے کہ وہ باطن کی طرح اپنے ظاہر کو بھی اللہ کے رنگ میں رنگ دے شریعت کے اصولوں کے مطابق وضع قطع نہ صرف سنّتِ نبوی ﷺ کی اتباع ہے بلکہ اس سے انسان کی شخصیت بھی باوقار لگتی ہے۔

۱۴۔شکر:

ایک اچھا استاد وہ ہوتا ہے جسکے اندر شکرِ قلبی، لسانی اور عملی کی عادت ہو۔

۱۵۔ذکر اللہ کا معمول:

قرآن پاک کی تلاوت اور روزانہ کے اذکار کے علاوہ کچھ وقت اللہ کے ذکر کا معمول بھی کامیابی کی ضمانت ہے۔

۱۶۔شاگردوں کیلئے دعا:

استاد کو چاہئے کہ وہ اپنے شاگردوں کیلئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو رہے یہ عمل اجر اور اخلاص بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

***

معلمی کا پیشہ ورانہ ضابطہ اخلاق

معلمی ایک مقدّس پیشہ ہے۔ معلم کی سیرت و کردار کے اثرات نہ صرف طلبا کی تعلیم و تربیت پر پڑتے ہیں بلکہ معلم کا اثر کئی نسلوں تک باقی رہتا ہے۔ یہ اپنے کردار و سیرت ا قوال و افعال اور حرکات و سکنات سے طلبا کو متاثر کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا معلّم میں کچھ ایسی اخلاقی باتیں اور خصوصیات ہونی چاہیں جو ایک طرف تو اسے طلبہ کا گرویدہ بنائیں اور دوسری طرف اس کو معاشرے میں عزت و وقار بھی حاصل ہو۔ باالفاظ دیگر وہ بہتر ضابطہ اخلاق کا حامل ہو تا کہ اس کو ہر کوئی عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اسلامی نظام تعلیم میں معلم کا درجہ بہت بلند ہے اور اس سے اچھے اخلاق و اوصاف کی امید کی جاتی ہے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء علوم میں معلم کے ضابطہ اخلاق کی کچھ باتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان اخلاقی اصولوں کو معلم کے ضابطہ اخلاق کا درجہ حاصل ہے اور ان میں اسلامی روح پائی جاتی ہے۔ ان کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

1۔: معلم صاحب شریعت حضرت محمد ﷺ کی اقتدا کرے اور خدا کی خوشنودی کیلئے تعلیم دے۔

2۔: معلم شاگردوں پر شفقت کرے اور اپنے بچوں کی مانند سمجھے

3۔: شاگردوں میں نصیحت کرنے میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

4۔: جہاں تک ہو سکے شاگردوں کو بری عادتوں سے کنایہ اور پیار سے منع کرے۔

5۔: معلم کو چاہئے کہ وہ کسی دوسرے علم کی مذمت نہ کرے۔ یعنی ایک مضمون کو دوسرے مضمون سے حقیر نہ بتائے۔

ان اخلاقی ضابطوں میں اس بات کی تاکید ملتی ہے کہ معلم کسی شریعت کی ترجمانی کرے یعنی وہ کسی فلسفہ حیات کا حامل ہو اور جس کو اللہ ورسول کی خوشنودی حاصل ہو۔ اسی طرح معلم شفیق و ہمدرد ہو۔ شاگردوں کو ہر طرح سے منفی رجحانات اور برائیوں سے دور رکھے۔ جماعت میں کسی طالب علم کی تذلیل نہ کی جائے اور سزا نہ دی جائے۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ کوئی معلم کسی دوسرے مضمون کی مذمت نہ کرے۔ لیکن کچھ معلمین اپنے مضمون کے علاوہ کسی دوسرے مضمون کو اہم نہیں سمجھتے۔ وہ اشارے اور کنائے سے دوسرے کئی مضامین کی مذمت کرتے رہتے ہیں خصوصاً ہماری قومی زبان اردو اور اسلامیات کی تعلیم و تدریس کو غیر ضروری، معمولی اور حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اگر اس میں کوئی اعلیٰ سند یافتہ بھی ہے تو اس کی لیاقت اور تعلیم کو دوسرے مضمون کی بہ نسبت زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ اسی طرح معلم کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے تعلیمی ادارے باہمی دشمنی و سازش کے اڈے بنے رہتے ہیں۔ ایک معلم جو اچھی باتیں بتاتا ہے خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ خود طلبا سے اپنے ساتھیوں کی برائیاں اور کوتاہیاں محض چند مادی فوائد کے لیے بیان کرتا ہے اور طرح طرح کی غلط باتوں سے اس کی توقیر و عزت کو گھٹانے کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ معلمانہ ضابطہ اخلاق کے سخت خلاف ہے۔

طلبا اور معاشرے سے تعلق کی حیثیت سے ضابطہ اخلاق

ا: اسکول کی جماعت یا کمرے مذہبی، سیاسی یا ذاتی شہرت کیلئے مناسب جگہ نہیں ہیں۔ معلم کو بحیثیت ایک شہری کے تمام حقوق کو استعمال کرنا چاہئے لیکن اس کو ایسے متضاد بیان سے

گریز کرنا چاہئے جو معلم کے وقار کو کم کر سکتے ہوں۔

۲: معلم کو بحیثیت ایک تعلیمی رہنما یا لیڈر اپنی افادیت کو کمزور نہ کرنا چاہئے کہ وہ اپنی آپ کو کسی پارٹی بندی یا سیاست میں شریک کرے یا اپنے ذاتی مفاد کی خاطر اس سے منسلک ہو جائے۔

۳: معلم کو تدریسی، انتظامی اور طلبا کے دوسرے معاملات میں غیر جانب دار، منصف اور پیشہ ورانہ وقار کا حامل ہونا چاہئے اس کو طلبا کے مختلف معاشرتی ماحول، صلاحیتیں، رجحانات اور مفادات پر غور کرنا چاہئے اور کوشش کر کے اسکول کو ایسا بنایا جائے کہ طلبا کی ضروریات پوری ہوں۔

۴: معلم اور طلبا کا تعلق یہ مطالبہ کرتا ہے کہ معلم کو طلبا کے بارے میں صحیح اور پر اعتماد معلومات ہونی چاہئے۔

۵: معلم کو چاہئے کہ وہ اسکول و گھر کے درمیان دوستانہ اور مدبرانہ تعاون کا اظہار کرے۔

۶: معلم کو چاہئے کہ وہ طلبا کے کاموں کا صحیح تجزیہ کرے اور ان کے کاموں کی بہ نسبت اعلیٰ نمبر دینے اور جانچنے سے پرہیز کرے۔ باالفاظ دیگر نمبر دینے میں انصاف سے کام لے۔ ۷: اگر طلبا کی طرف داری یا اسکول کے سرپرستوں کو خوش کرنے کیلئے زیادہ نمبر دیئے گئے تو یہ عمل غیر پیشہ ورانہ اور غیر اخلاقی حیثیت سے بہت ہی زیادہ معیوب قرار دیا جائے۔

پیشے کے تعلق کی حیثیت سے ضابطہ اخلاق

۱: تدریسی پیشے کے تمام ممبران کو ہر طریقے سے اپنے ناموں کو بلند اور ممتاز کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ معلم کو لائق افراد کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے کہ وہ اس پیشے میں داخل ہوں۔

۲: معلم کو چاہیئے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور تدریسی لیاقتوں کو برقرار رکھنے اور فروغ دینے کے لیے اپنا مطالعہ وسیع کرے اور مقامی، سرکاری و قومی تعلیمی اداروں سے رابطہ میں رہے۔

۳: معلم کو اپنی زندگی سے یہ ظاہر کرنا چاہیئے کہ تعلیم نے اس کو لائق بنایا۔

۴: معلم کو کسی غیر پیشہ ورانہ ذرائع سے مثلاً اخبارات میں اشتہارات اور ذاتی اطلاعات سے اپنے اسکول یا اپنے نام کو شہرت نہ دینا چاہیئے اور اس کو ناجائز تنقید سے گریز کرنا چاہیئے۔

۵: معلم کو اپنی موجودہ تنخواہ میں اضافے کی خاطر دوسری ملازمت کا اپنے اوپر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے لیکن متعلقہ ادارے کی انتظامیہ کو بھی اس کی تنخواہ کے اضافے کی خیال رکھنا چاہیئے۔

تدریسی و دفتری عملہ کے تعلق سے ضابطہ اخلاق

۱: معلم کو اپنے ساتھی معلمین اور اسٹاف ممبران پر ناروا تنقید سے گریز کرنا چاہیئے۔ صرف ادارے کی فلاح کی خاطر ضابطہ کے مطابق انتظامیہ کو اس سے آگاہ کیا جاسکتا ہے۔

۲: جب تک کہ کسی معلم کو انتظامیہ کی طرف سے نہ کہا جائے اس کو کسی دوسرے معلم اور طلبا کے کام میں مداخلت نہ کرنی چاہئے اور نہ کسی کے خلاف رائے کا اظہار کرنا چاہئے۔

۳: انتظامیہ اور معلم میں اشتراک و تعاون ہونا چاہئے۔ دونوں پیشہ ورانہ خوش اخلاقی کا اظہار کریں۔

۴: جب تک کوئی خالی اسامی نہ ہو اس وقت تک معلم کو کسی مخصوص حیثیت کے لیے درخواست نہ دینا چاہئے۔

۵: کسی ملازمت یا ترقی کیلئے متعلقہ تعلیمی و دیگر لیاقتیں اور تجربہ ہی معیار ہونا چاہیے۔ انتظامیہ کو اہل استاد کے لیے ہی ترقی کی سفارش کرنی چاہئے۔

٦: ایک دفعہ جو معاہدہ طے پا جائے اس پر ایمانداری سے عمل کیا جائے۔ تا وقت کہ وہ دونوں کی مرضی سے نہ ختم کر دیا جائے۔

۷: معلم کی اسناد اور شہادتیں صاف واضح اور صیغہ راز میں ہونی چاہئیں۔

۸: اگر کوئی تبدیلی یا اطلاع ہو تو اس کی مناسب اطلاع آفس یا معلم کی طرف سے دی جانی چاہئے۔